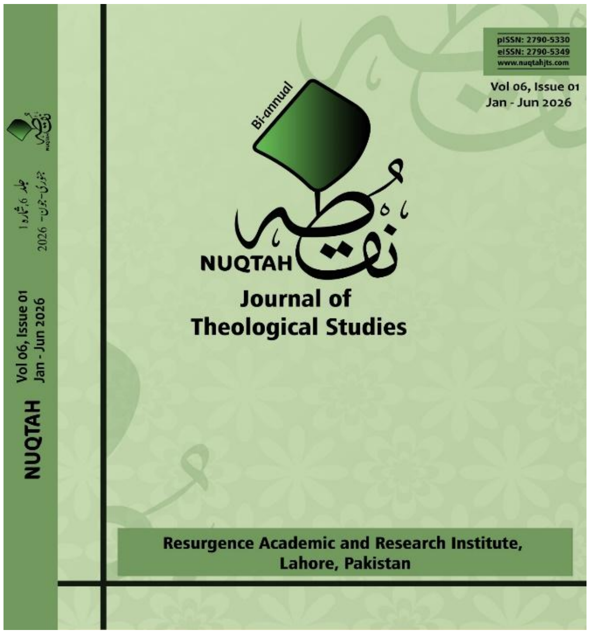

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

معاصر معاشی مسائل میں دفعِ حرج کے کلیہ کا اطلاق: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

The Application of the Principle of *Daf 'al-Haraj* (Removal of Hardship) in Contemporary Economic Issues: A Research and Critical Analysis

Hafiz Muhammad Sana Ullah Taunsvi

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan

Email: stounsvi@gmail.com

Dr. Shoaib Arif

Heas, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan

Email: shoaib.arif@uog.edu.pk

Published online: 1 March, 2026

View this issue

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

OPEN ACCESS

CC BY

Abstract

This research paper critically examines the application of the principle of *Daf'al-Ḥaraj* (removal of hardship) and *Qillat al-Taklīf* (minimization of legal burden) in contemporary economic issues within the framework of Islamic jurisprudence. The study argues that the unprecedented complexity of the modern global economy characterized by inflation, digital currencies, international trade regulations, and evolving financial systems has created new forms of economic hardship for Muslims. In response, Islamic law, through its dynamic and flexible principles, provides viable solutions that ensure both compliance with Sharī'ah and economic sustainability.

The paper explores key contemporary challenges such as inflation and currency devaluation, modern contractual complexities, digital banking services, insurance systems, stock markets, and taxation policies. It demonstrates how classical juristic tools such as *maṣlaḥah* (public interest), *'urf* (custom), *ḥājah* (need), and *ḍarūrah* (necessity) are employed to mitigate hardship and facilitate ease in economic dealings. The concept of Islamic alternatives, such as *Takaful* (Islamic insurance), is analyzed as a practical manifestation of cooperative risk-sharing aimed at reducing financial vulnerability.

Furthermore, the study highlights the juristic acceptance of digital assets and e-commerce mechanisms through adaptive interpretations, including the recognition of constructive presence (*ḥukmī majlis*) and the application of options like *khiyār al-ru'yah* (option of inspection) to safeguard transactions. It also critically evaluates modern taxation systems, double taxation, and economic sanctions in light of Sharī'ah objectives, emphasizing the balance between state necessity and individual financial capacity.

A critical dimension of this research underscores the need to maintain equilibrium between *taysīr* (facilitation) and *tasāhul* (undue leniency), warning against the misuse of hardship-removal principles to justify impermissible practices. The study concludes that *Daf' al-Ḥaraj* serves as a foundational and enduring mechanism that enables Islamic economic law to remain relevant, humane, and adaptable in the face of rapid socio-economic transformations, while preserving the higher objectives (*maqāṣid*) of Sharī'ah.

Keywords: Daf 'al-Ḥaraj, Contemporary Economic Issues, Digital Currency, Takaful, Islamic Jurisprudence, Maṣlaḥah, Ḥājah, Ḍarūrah

1. تمہید

عصرِ حاضر کا معاشی ڈھانچہ ماضی کے سادہ تجارتی نظام سے یکسر مختلف اور نہایت پیچیدہ ہو چکا ہے۔ عالمگیریت، کاغذی اور ڈیجیٹل کرنسی کا غلبہ، اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے وضع کردہ کڑے ضوابط نے مسلمانوں کے لیے معاشی بقاء کا ایک نیا چیلنج پیدا کر دیا ہے۔ ان حالات میں "دفعِ حرج" اور "قلتِ تکلیف" کے اصولوں کی اہمیت محض ایک فقہی ضرورت نہیں رہی بلکہ یہ اسلامی نظامِ معیشت کے تحفظ کی بنیاد بن چکے ہیں۔ جدید دور میں جب ایک مسلمان تاجر یا عام شہری کو ایسے معاشی حالات کا سامنا ہوتا ہے جہاں نصوص کی روایتی اور لغوی تعبیر پر عمل درآمد تنگی پیدا کر رہا ہو، تو وہاں فقہائے عصر ان ہی آفاقی قواعد کی طرف رجوع کرتے ہیں جو انسانی مصلحت اور بوجھ کی کمی پر مبنی ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد شریعت کے ابدی قوانین کو مادی تغیرات کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کرنا ہے کہ امتِ مسلمہ معاشی تنزلی اور استحصال سے محفوظ رہ سکے۔

امام شاطبیؒ رحمتہ اللہ علیہ اس فکری لچک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شریعت کا کوئی بھی ایسا مالیاتی ضابطہ جو تمدنی ضرورتوں کے لیے رکاوٹ بن جائے، وہاں شارع کا حقیقی منشا وسعت پیدا کرنا ہے تاکہ انسانیت کسی مستقل تنگی میں مبتلا نہ ہو۔

إِنَّ الشَّارِعَ لَمْ يَقْصِدْ إِلَى التَّكْلِيفِ بِمَا فِيهِ إِعْنَاتٌ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ[1]

"بے شک شارع (اللہ تعالیٰ) نے لوگوں کے مالوں کے معاملے میں ایسی تنگی پیدا کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا جو (ان کے لیے) مشقتِ شاقہ ہو۔"

2. افراطِ زر(Inflation)اور کرنسی کی قدر میں کمی کا حرج

موجودہ دور کا سب سے بڑا معاشی حرج کاغذی کرنسی کی قدر میں ہونے والی تیزی سے کمی اور افراطِ زر ہے۔ قدیم فقہ میں قرض کا لین دین سونا چاندی یا مخصوص اشیاء میں ہوتا تھا جن کی قدر مستحکم رہتی تھی، لیکن آج کاغذی نوٹوں کی قوتِ خرید لمحوں میں بدل جاتی ہے۔ اگر ایک شخص نے دس سال پہلے ایک لاکھ روپے قرض لیا تھا، تو آج اس رقم کی وہ قدر باقی نہیں رہی۔ ایسی صورت میں اگر صرف عددی رقم کی واپسی پر اصرار کیا جائے تو قرض دینے والے کے لیے شدید مالی حرج ہے، اور اگر قیمتِ رائج الوقت کا مطالبہ کیا جائے تو مقروض کے لیے بوجھ ہے۔ فقہاء نے یہاں "قلتِ تکلیف" کے اصول کے تحت "مصالحت" (Settlement) اور "قیمتِ یومِ وجوب" کو بنیاد بنا کر تنگی دور کرنے کی راہیں نکالی ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے **ردالمحتار** میں اس تمدنی حرج کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب کرنسی کی قدر میں غیر معمولی تغیر آ جائے، تو عدل کا تقاضا ہے کہ فریقین کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ایسی راہ نکالی جائے جو کسی پر بوجھ نہ بنے۔

إِنَّ الْحُكْمَ يَتَغَيَّرُ بِتَغَيُّرِ الزَّمَانِ فِي الْقِيَمِ وَالْمُثَمَّنَاتِ دَفْعًا لِلضَّرَرِ[2]

"نقصان (اور حرج) کو دور کرنے کے لیے قیمتوں اور ثمن (کرنسی) کے معاملات میں زمانے کی تبدیلی کے ساتھ حکم بدل جاتا ہے۔"

3. جدید تجارتی معاہدات اور شرائطِ فاسدہ کا تنقیدی جائزہ

معاصر عالمی تجارت میں معاہدات (Contracts) کے اندر ایسی سینکڑوں ذیلی شقیں شامل ہوتی ہیں جنہیں قدیم فقہی اصطلاح میں "شرائطِ فاسدہ" (ایسی شرط جو عقد کے مقصود کے خلاف ہو) کہا جا سکتا ہے۔ اگر ان تمام جدید معاہدات کو محض ان شرائط کی بنا پر ناجائز قرار دے دیا جائے، تو مسلمانوں کے لیے بین الاقوامی منڈیوں میں تجارت کرنا ناممکن ہو جائے گا، جو کہ ایک "حرجِ عام" کی صورت ہے۔ فقہاء نے یہاں "دفعِ حرج" کے تحت یہ اجتہاد کیا ہے کہ اگر وہ شرط عرفِ زمانہ کا حصہ بن چکی ہو اور فریقین کے لیے باعثِ سہولت ہو، تو اسے "حاجتِ عامہ" کی بنیاد پر قبول کر لیا جائے گا۔ یہ قلتِ تکلیف کا وہ پہلو ہے جس نے اسلامی فقہ کو جدید کارپوریٹ ورلڈ کے لیے قابلِ عمل بنایا ہے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ **المبسوط** میں اس اصول کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تجارت میں اصل مقصود لوگوں کی حاجت کو پورا کرنا ہے، اور جو شرائط تنگی دور کرنے میں مددگار ہوں، وہ شریعت کے مزاج کے قریب ہیں۔

الْمُعَامَلَاتُ تَجْرِي عَلَى عُرْفِ النَّاسِ وَحَاجَاتِهِمْ تَيْسِيرًا لِلرِّزْقِ[3]

"معاملات لوگوں کے عرف اور ان کی حاجتوں کے مطابق چلتے ہیں تاکہ رزق کے حصول میں آسانی رہے۔"

4. ڈیجیٹل بینکنگ اور خدمات پر اجرت میں تیسر

موجودہ دور میں بینکوں کے ذریعے رقم کی منتقلی، آن لائن شاپنگ، اور اے ٹی ایم جیسی سہولیات کے بدلے جو فیس (Service Charges) لی جاتی ہے، اس کے بارے میں بھی دفعِ حرج کا اصول کارفرما ہے۔ اگر ان خدمات کو محض "سود" کے شبہ میں ناجائز قرار دے دیا جاتا، تو آج کا مسلمان معاشی طور پر پتھر کے دور میں چلا جاتا۔ شریعت نے یہاں قلتِ تکلیف کے تحت یہ گنجائش نکالی ہے کہ ادارے اپنی فراہم کردہ محنت اور ٹیکنالوجی پر جائز اجرت وصول کر سکتے ہیں۔ یہ رعایت دراصل انسانی وقت اور مشقت کو بچانے کے لیے ہے، جو کہ مقاصدِ شریعت میں سے ایک ہے۔

امام الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ **بدائع الصنائع** میں بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ کام جو مسلمانوں کی تمدنی زندگی کو سہل بنائے اور اس میں کوئی صریح حرام پہلو نہ ہو، وہ مصلحت کے دائرے میں آتا ہے اور اس پر تنگی پیدا کرنا درست نہیں ہے۔

كُلُّ مَا فِيهِ دَفْعُ الْحَرَجِ عَنِ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ مَشْرُوعٌ بِالنَّصِّ وَالْمَعْنَى[4]

"ہر وہ کام جس میں مسلمانوں سے تنگی کو دور کرنا ہو، وہ نصاً اور معنیً شرعی طور پر مستحسن ہے۔"

معاصر معاشی مسائل کا یہ ابتدائی مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ دفعِ حرج اور قلتِ تکلیف کے اصول ہی وہ واحد راستہ ہیں جن کے ذریعے اسلامی معیشت دورِ جدید کے تقاضوں کا ساتھ دے سکتی ہے۔ افراطِ زر کے مسائل ہوں یا جدید تجارتی معاہدات کی پیچیدگیاں، شریعت نے ہمیشہ انسانی مصلحت کو ظاہری الفاظ پر فوقیت دی ہے۔ یہ حصہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی فقہ مادی ترقی کی مخالف نہیں ہے، بلکہ وہ معاشی تنگیوں (حرج) کو دور کر کے ایک ایسے مربوط نظام کی علمبردار ہے جہاں عدل اور سہولت کے درمیان توازن برقرار رہتا ہے۔

5. جدید بیمہ (انشورنس) کی ضرورت اور تکافل میں دفعِ حرج کا پہلو

موجودہ دور کی صنعتی اور تجارتی زندگی میں جان و مال کو ہمہ وقت مختلف خطرات کا سامنا رہتا ہے۔ حادثات، آگ زدگی اور قدرتی آفات کی وجہ سے ہونے والے نقصانات بسا اوقات انسان کو معاشی طور پر مفلوج کر دیتے ہیں، جو کہ ایک سنگین انسانی حرج ہے۔ اگرچہ روایتی بیمہ (Conventional Insurance) میں سود اور قمار کے عناصر پائے جاتے ہیں، لیکن انسانیت کو اس "حرجِ عظیم" سے بچانے کے لیے فقہائے عصر نے قلتِ تکلیف کے اصول کے تحت "تکافل" (اسلامی بیمہ) کا نظام وضع کیا ہے۔ تکافل کی بنیاد "تعاون علی البر" (نیکی میں باہمی تعاون) پر رکھی گئی ہے، جہاں تمام شرکاء مل کر کسی ایک کے نقصان کا بوجھ بانٹ لیتے ہیں۔ یہ نظام ثابت کرتا ہے کہ شریعت نے معاشی بوجھ کو تقسیم کر کے تنگی کو دور کرنے کا راستہ فراہم کیا ہے تاکہ کوئی بھی فرد تنہا تباہی کا شکار نہ ہو۔

قرآنِ کریم میں باہمی تعاون کے اس اصول کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[5]

"اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ و زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔"

امام الکاسانی رحمتہ اللہ علیہ **بدائع الصنائع** میں لکھتے ہیں کہ شریعت کا مقصد لوگوں کے معاملات میں پیدا ہونے والی تنگیوں کو باہمی تعاون کے ذریعے ختم کرنا ہے، اور ہر وہ عقد جو مسلمانوں کی اجتماعی مصلحت کے لیے ہو، وہ مصلحتِ شرعی کے عین مطابق ہے۔

الْمَقْصُودُ مِنَ الْعُقُودِ التَّعَاوُنُ لِدَفْعِ الْحَرَجِ عَنِ الْمُسْلِمِينَ[6]

"عقود (معاہدات) سے مقصود مسلمانوں سے تنگی کو دور کرنے کے لیے باہمی تعاون کرنا ہے۔"

6. حصص مارکیٹ (Shares Market) اور اجتماعی سرمایہ کاری میں تیسر

معاصر دور میں بڑے تجارتی منصوبوں کے لیے کثیر سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک فرد کے بس میں نہیں ہوتی۔ شیئرز (حصص) کی خرید و فروخت نے اس معاشی حرج کو دور کر دیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے "قلتِ تکلیف" کے اصول کے تحت حصص کی تجارت کو اس وقت مباح قرار دیا ہے جب کمپنی کا بنیادی کاروبار حلال ہو۔ یہ رعایت دراصل چھوٹے سرمایہ داروں کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ معاشی تنگی سے نکل کر بڑے تجارتی نفع میں شریک ہو سکیں۔ اگر حصص کی تجارت کو کلی طور پر ناجائز قرار دیا جاتا، تو مسلمانوں کے لیے جدید عالمی معیشت میں اپنا معتبر مقام برقرار رکھنا ایک بڑا حرج بن جاتا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ **رد المحتار** میں "مال" کی تعریف میں وسعت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زمانے کے عرف میں جو چیز نفع بخش مانی جائے اور اس میں شرعی ممانعت نہ ہو، اسے قبول کرنا تیسیرِ فقہی کا تقاضا ہے۔

الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ فِي صِفَةِ الْأَمْوَالِ[7]

"مال کی صفت (اور حقیقت) میں عرف سے ثابت شدہ بات نص سے ثابت شدہ کی طرح (معتبر) ہے۔"

حصص کی تجارت دراصل "شرکتِ جدیدہ" کی وہ صورت ہے جس نے معیشت کو بوجھل ہونے سے بچایا ہے۔

7. بازارِ حصص (Stock Exchange) کی تنگیوں کا شرعی حل

سٹاک ایکسچینج میں ہونے والے یومیہ لین دین، سٹہ بازی (Speculation) اور غیر یقینی صورتحال بسا اوقات شرعی تنگی پیدا کرتے ہیں۔ فقہاء نے یہاں "دفعِ حرج" کے قواعد کو بنیاد بنا کر یہ اجتہاد کیا ہے کہ وہ سودے جن میں قبضے (Possession) کی شرط پوری ہو رہی ہو اور جو محض کاغذی نہ ہوں، انہیں "حاجتِ عامہ" کی بنیاد پر جائز قرار دیا جائے گا۔ قلتِ تکلیف کا اصول یہاں یہ ہے کہ شریعت نے تجارت کے جدید اسلوب کو مکمل مسترد کرنے کے بجائے اس کی اصلاح کی ہے، تاکہ مسلمانوں کا سرمایہ معطل نہ رہے اور وہ معاشی تنگی کا شکار نہ ہوں۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ **المبسوط** میں بیان کرتے ہیں کہ تجارت کا اصل مقصد لوگوں کے رزق کے اسباب مہیا کرنا ہے، اور جہاں تمدنی ضرورتیں تنگی پیدا کریں، وہاں شریعت تیسر کا راستہ نکالتی ہے۔

كُلُّ مَا أَدَّى إِلَى تَيْسِيرِ الطَّاعَةِ وَالْمَعَاشِ فَهُوَ مَطْلُوبٌ شَرْعًا[8]

"ہر وہ چیز جو اللہ کی بندگی اور گزر بسر (معیشت) میں آسانی پیدا کرے، وہ شرعی طور پر مطلوب ہے۔"

8. غررِ یسیر اور جدید تجارتی اسناد میں رعایت

سٹاک مارکیٹ اور تکافل کے معاہدات میں بسا اوقات معمولی ابہام موجود ہوتا ہے، لیکن چونکہ ان سے بچنا جدید تمدن میں محال ہے، اس لیے فقہاء نے اسے "غررِ یسیر" قرار دے کر معاف کر دیا ہے۔ یہ قلتِ تکلیف کا وہ پہلو ہے جہاں "حاجتِ عامہ" کو "ضرورت" کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔ اگر شریعت ہر معمولی شک پر معاہدے کو باطل قرار دیتی، تو آج کی تمام بین الاقوامی تجارت رک جاتی، جو کہ امت کے لیے ایک عظیم حرج ہوتا۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ **الاشباہ والنظائر** میں اس قاعدے کی صراحت فرماتے ہیں کہ مشقت جہاں بھی عام ہو جائے گی، وہاں شریعت تیسر کا راستہ نکالے گی۔

الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ، وَالْغَرَرُ الْيَسِيرُ عَفْوٌ لِلْحَاجَةِ[9]

"مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے، اور معمولی ابہام (غرر) حاجت کی بنا پر معاف ہے۔"

جدید انشورنس، شیئرز مارکیٹ اور سٹاک ایکسچینج کے مسائل کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی فقہ معاصر معاشی چیلنجز کا سامنا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ تکافل کے ذریعے خطرات کی تقسیم، شیئرز کے ذریعے اجتماعی سرمایہ کاری، اور جدید بازاروں میں مصلحت کی بنیاد پر رعایتیں، یہ تمام امور شریعت کے "دفعِ حرج" والے مزاج کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ حصہ واضح کرتا ہے کہ اسلام کا معاشی قانون انسانیت کو تنگیوں میں جکڑنے کے بجائے اسے ایسی راہیں دکھاتا ہے جن پر چل کر وہ اپنی مادی ضرورتیں نہایت وقار کے ساتھ پوری کر سکے۔

9. ڈیجیٹل دور اور معاشی معاملات میں دفعِ حرج کی نئی جہات

عصرِ حاضر میں ٹیکنالوجی کے انقلاب نے جہاں انسانی زندگی کے دیگر شعبوں کو متاثر کیا ہے، وہاں معاشی نظام میں بھی بنیادی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ روایتی مادی کرنسی اور بالمشافہ تجارت (Face to Face Trade) کے بجائے اب ڈیجیٹل اثاثے اور برقی تجارت (E-commerce) معیشت کا لازمی حصہ بن چکے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ان جدید ذرائع کو اپنانا بسا اوقات شرعی ابہام اور تنگی (حرج) کا باعث بنتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے "قلتِ تکلیف" کے اصول کے تحت ان تمام جدید صورتوں کو انسانی مصلحت

کے آئینے میں دیکھا ہے تاکہ امتِ مسلمہ عالمی ڈیجیٹل معیشت میں پیچھے نہ رہ جائے اور نہ ہی کسی معاشی حرج کا شکار ہو۔ فقہاء نے ان معاملات میں "عرف" اور "منفعت" کو بنیاد بنا کر ایسی راہیں متعین کی ہیں جو تیسیر (آسانی) پر مبنی ہیں۔

امام شاطبیؒ رحمۃ اللہ علیہ **الموافقات** میں اس اصولی لچک پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شریعت کا کوئی بھی ایسا حکم جو تمدنی ترقی کے لیے رکاوٹ بن جائے، وہاں شارع کا حقیقی منشا انسانی مصلحت کو مقدم رکھنا ہے تاکہ بندگی بوجھ نہ بنے۔

إِنَّ الشَّرِيعَةَ جَاءَتْ لِتَحْصِيلِ الْمَصَالِحِ وَتَيْسِيرِ الطَّاعَةِ وَالْمَعَاشِ[10]

"بے شک شریعت مصلحتوں کے حصول اور اطاعت و معیشت میں آسانی پیدا کرنے کے لیے آئی ہے۔"

10. ڈیجیٹل کرنسی (Cryptocurrency) اور 'مال' کی معاصر تعریف

موجودہ دور میں کرپٹو کرنسی جیسے ڈیجیٹل اثاثوں کی شرعی حیثیت ایک بڑا فقہی چیلنج ہے۔ قدیم فقہ میں "مال" اور "ثمن" (کرنسی) کا تصور صرف مادی اشیاء (سونا، چاندی یا سکوں) تک محدود تھا، لیکن اگر آج کے دور میں صرف مادی اشیاء کو ہی مال مانا جائے، تو ڈیجیٹل دور کے مسلمانوں کے لیے سرمایہ کاری اور لین دین کے دروازے بند ہو جائیں گے، جو کہ ایک "حرجِ عظیم" ہے۔ فقہاء عصر نے قلتِ تکلیف کے اصول کو برتتے ہوئے یہ اجتہاد کیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے لوگ "عرفِ عام" میں قدر (Value) کی حامل سمجھیں اور اس کے ذریعے لین دین کریں، اسے "مالِ حکمی" تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ وسعت دراصل تمدنی تنگی کو دور کرنے اور معاشی استحکام کے لیے دی گئی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ **رد المحتار** میں "مال" کے عرفی تصور کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مال کی حقیقت لوگوں کے تعامل اور ان کی حاجت پر مبنی ہوتی ہے، اور زمانے کے بدلنے سے اس کی ہیئت بدلنا دفعِ حرج کا تقاضا ہے۔

الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ فِي صِفَةِ الْأَمْوَالِ[11]

"مال کی صفت (اور حقیقت) میں عرف سے ثابت شدہ بات نص سے ثابت شدہ کی طرح (معتبر) ہے۔"

11. برقی تجارت (E-commerce) اور 'اتحادِ مجلس' میں تیسر

آن لائن خرید و فروخت میں خریدار اور دکاندار ایک جگہ موجود نہیں ہوتے، جس سے قدیم فقہی شرط "اتحادِ مجلس" (ایک ہی جگہ بیٹھ کر سودا کرنا) بظاہر فوت ہوتی نظر آتی ہے۔ اگر اس شرط پر سختی سے عمل کیا جائے، تو دورِ حاضر کی تمام برقی تجارت ناجائز ہو جائے گی، جو کہ مسلمانوں کے لیے ایک سنگین معاشی حرج ہے۔ شریعت نے یہاں "دفعِ حرج" کے تحت یہ راہ نکالی ہے کہ جدید ذرائع مواصلات (انٹرنیٹ، ای میل) کے ذریعے ہونے والی گفتگو کو "حکمی مجلس" مانا جائے گا۔ قلتِ تکلیف کا یہ رخ ثابت کرتا ہے کہ اسلام انسانی ضرورتوں کے مطابق اپنے ضوابط میں لچک پیدا کرتا ہے۔

امام الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ **بدائع الصنائع** میں بیان کرتے ہیں کہ عقد (معاہدہ) میں اصل مقصود فریقین کا ایک دوسرے کے کلام اور رضامندی سے واقف ہونا ہے، اور جب یہ مقصد حاصل ہو جائے تو جگہ کی دوری تنگی پیدا نہیں کرتی۔

الْمَقْصُودُ هُوَ الْعِلْمُ بِالرِّضَا تَيْسِيرًا لِلْعَقْدِ بَيْنَ الْغَائِبِينَ[12]

"دوری پر موجود افراد کے درمیان عقد میں آسانی کی خاطر مقصود رضامندی کا علم ہونا ہے۔"

12. خیارِ رؤیت (Option of Inspection) اور آن لائن شاپنگ میں تحفظ

آن لائن کاروبار میں ایک بڑا حرج یہ ہے کہ خریدار چیز کو دیکھے بغیر خریدتا ہے، جس میں غرر (دھوکے) کا اندیشہ ہوتا ہے۔ شریعت نے اس تنگی کو دور کرنے کے لیے "خیارِ رؤیت" (دیکھنے کے بعد فیصلہ کرنے کا اختیار) کا حق دیا ہے۔ یہ قلتِ تکلیف کی ایک ایسی صورت ہے جو خریدار کو ذہنی اطمینان فراہم کرتی ہے۔ اگر چیز تصویر کے مطابق نہ ہو یا اس میں کوئی عیب ہو، تو خریدار کو اسے واپس کرنے کا شرعی حق حاصل ہے تاکہ وہ مالی نقصان کے حرج سے بچ سکے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ **المبسوط** میں لکھتے ہیں کہ خیارِ رؤیت کی مشروعیت دراصل بندوں سے ضرر کو دور کرنے کے لیے ہے، کیونکہ غائب چیز کی بیع میں تنگی کا احتمال ہوتا ہے، اور شریعت نے اس احتمال کو اختیار کے ذریعے ختم کر دیا ہے۔

الْخِيَارُ ثَابِتٌ لِدَفْعِ الضَّرَرِ وَتَيْسِيرِ الْمُعَامَلَةِ[13]

"اختیار (خیار) نقصان کو دور کرنے اور معاملے کو سہل بنانے کے لیے ثابت ہے۔"

13. ڈیجیٹل سروسز اور اجرتِ کار میں قلتِ تکلیف

موجودہ دور میں سوفٹ ویئر ڈویلپمنٹ، گرافک ڈیزائننگ اور دیگر آن لائن خدمات کی فراہمی روزگار کا بڑا ذریعہ ہے۔ ان خدمات میں بسا اوقات محنت کا مکمل اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، جو کہ قدیم فقہی ضابطہ "اعلام اجرت" (اجرت کا پہلے سے طے ہونا) کے حوالے سے حرج پیدا کر سکتا ہے۔ فقہاء نے یہاں "دفعِ حرج" کے تحت یہ اجتہاد کیا ہے کہ اگر اجرت عرف کے مطابق طے ہو یا کام مکمل ہونے کے بعد فریقین کی رضامندی سے ہو، تو اسے "حاجتِ عامہ" کی بنیاد پر جائز قرار دیا جائے گا۔ یہ لچک مسلمانوں کو جدید ڈیجیٹل مارکیٹ (Freelancing) میں کام کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ **الاشباہ والنظائر** میں یہ اصول نقل کرتے ہیں کہ مشقت جہاں بھی عام ہو جائے گی، وہاں شریعت تیسر کا راستہ نکالے گی۔

الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ فِي صِنَاعَاتِ النَّاسِ[14]

"مشقت لوگوں کی صنعتوں (اور پیشوں) میں آسانی کو کھینچ لاتی ہے۔"

ڈیجیٹل کرنسی، ای کامرس اور آن لائن خدمات کے احکام کا تجزیاتی مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی فقہ مادی اور تکنیکی ترقی کی مخالف نہیں ہے۔ کرپٹو کرنسی کو مال ماننے کی گنجائش، آن لائن معاہدات میں تیسر، اور خیارِ رؤیت کے ذریعے خریدار کا تحفظ، یہ تمام امور شریعت کے "قلتِ تکلیف" والے اساسی نظام کی کامیابی ہیں۔ یہ حصہ واضح کرتا ہے کہ اسلام کا معاشی قانون انسانیت کو جکڑنے کے لیے نہیں بلکہ اسے ہر بدلتے ہوئے تمدن میں معاشی وسعت اور وقار عطا کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔

14. معاصر نظامِ ٹیکس اور دفعِ حرج کا دستوری پہلو

موجودہ دور میں ریاست کے نظم و نسق کو چلانے، عوامی فلاح کے منصوبوں اور دفاعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ٹیکسوں کا نفاذ ایک عالمی ضرورت بن چکا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں اگرچہ بنیادی مالی ذمہ داری "زکوۃ" ہے، لیکن ریاست کی غیر معمولی ضرورتوں اور "حاجتِ عامہ" کو دیکھتے ہوئے فقہاء نے زکوۃ کے علاوہ دیگر ٹیکسوں کے نفاذ کو "دفعِ حرج" کے تحت جائز قرار دیا ہے۔ اگر ریاست کے پاس فنڈز کی کمی ہو اور وہ بنیادی سہولیات فراہم نہ کر سکے، تو یہ پوری رعایا کے لیے ایک مستقل حرج بن جائے گا۔ قلتِ تکلیف کا اصول یہاں اس صورت میں نافذ ہوتا ہے کہ ٹیکس کا بوجھ صرف صاحبِ ثروت افراد پر ڈالا جائے اور اس کی شرح اتنی ہو جو لوگوں کی معیشت میں تنگی پیدا نہ کرے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ **کتاب الخراج** میں حاکمِ وقت کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ٹیکسوں کی وصولی میں تیسر اور عدل کا لحاظ رکھنا واجب ہے تاکہ رعایا مشقتِ شاقہ میں مبتلا نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تنگی دور کرنے کا حکم دیا ہے۔

لَا يُكَلَّفُونَ فَوْقَ طَاقَتِهِمْ، وَيُرْفَقُ بِهِمْ فِي الْجِبَايَةِ تَيْسِيرًا عَلَيْهِمْ[15]

"ان (رعایا) کو ان کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہ بنایا جائے، اور ٹیکسوں کی وصولی میں ان کے ساتھ نرمی برتی جائے تاکہ ان کے لیے آسانی رہے۔"

جدید ٹیکسوں کا جواز دراصل "اجتماعی دفعِ حرج" کی وہ صورت ہے جو ملکی استحکام اور انسانی جان و مال کے تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔

15. کسٹم ڈیوٹی اور بین الاقوامی تجارت میں تیسیر

موجودہ دور میں اشیاء کی درآمد و برآمد پر لگنے والے محصولات (Taxes) ملکی معیشت کے تحفظ اور مقامی صنعت کو حرج سے بچانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ قدیم فقہ میں "عشور" (دسواں حصہ) کا تصور موجود تھا جو غیر ملکی تاجروں سے لیا جاتا تھا۔ معاصر دور میں کسٹم ڈیوٹی کے نظام کو فقہاء نے "قلتِ تکلیف" کے تناظر میں دیکھا ہے کہ اگر یہ ٹیکس تجارت کی حوصلہ شکنی کریں یا اشیاء کی قیمتوں میں ناقابلِ برداشت اضافہ کر دیں، تو یہ "حرجِ عام" بن جاتا ہے۔ شریعت نے یہاں یہ لچک رکھی ہے کہ محصولات کی شرح ملکی مصلحت اور عوامی حاجت کے مطابق مقرر کی جائے تاکہ تجارتی نظام معطل نہ ہو۔

امام الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ **بدائع الصنائع** میں بیان کرتے ہیں کہ محصولات کا مقصد مصلحتِ عامہ ہے، اور جہاں ٹیکس کا نفاذ لوگوں کے لیے تنگی پیدا کرے، وہاں شریعت وسعت کا مطالبہ کرتی ہے۔

الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ فِي أُمُورِ التِّجَارَاتِ وَالْمُكُوسِ[16]

"تجارت کے معاملات اور ٹیکسوں میں مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے۔"

16. بین الاقوامی تجارتی پابندیاں (Economic Sanctions) اور دفعِ حرج

معاصر عالمی سیاست میں بعض اوقات مخصوص ممالک یا گروہوں پر تجارتی پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں، جس سے ان علاقوں کے مسلمانوں کے لیے اشیائے ضرورت کا حصول محال ہو جاتا ہے۔ یہ صورتِ حال "حالتِ اضطرار" (State of Necessity) کے زمرے میں آتی ہے۔ فقہاءِ عصر نے یہاں "دفعِ حرج" کے اصول کو برتتے ہوئے یہ اجتہاد کیا ہے کہ اگر پابندیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی بقاء خطرے میں ہو، تو وہ ان تمام متبادل راستوں اور ذرائع کو اپنا سکتے ہیں جو عام حالات میں ناپسندیدہ ہوتے۔ قلتِ تکلیف کا اصول یہاں انسانی جان کی حرمت کو سیاسی و قانونی بندشوں پر فوقیت دیتا ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ **الموافقات** میں لکھتے ہیں کہ شریعت کا کوئی بھی حکم انسانیت کی تباہی کے لیے نہیں ہے، اور جہاں عالمی حالات تنگی پیدا کریں، وہاں "ضرورت" ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔

الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ لِحِفْظِ نُفُوسِ الْمُسْلِمِينَ[17]

"مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لیے ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔"

17. ڈبل ٹیکسیشن (Double Taxation) اور مالی حرج کا تدارک

ایک ہی مال پر بار بار ٹیکس لگانا (مثلاً زکوۃ بھی اور انکم ٹیکس بھی، یا دو مختلف ممالک میں ٹیکس کی ادائیگی) صاحبِ مال کے لیے شدید مالی حرج پیدا کرتا ہے۔ فقہاء نے یہاں "قلتِ تکلیف" کے تحت یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر ریاست کے لگائے گئے ٹیکس زکوۃ کے مقاصد (غربت کا خاتمہ) کو پورا کر رہے ہوں، تو ان ٹیکسوں کی ادائیگی کو زکوۃ میں منہا (Subtract) کرنے یا تلافی کرنے کی راہیں تلاش کی جانی چاہئیں۔ شریعت یہ نہیں چاہتی کہ ایک مومن کو بندگی کی راہ میں مالی طور پر اس قدر نچوڑا جائے کہ وہ فقر و فاقہ کی تنگی میں مبتلا ہو جائے۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ **الاشباہ والنظائر** میں یہ زریں قاعدہ نقل کرتے ہیں کہ دو تنگیوں (یا دو نقصانوں) کو ایک جگہ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ایک تنگی کے ذریعے دوسری کو ختم کرنا تیسیرِ شرعی کا تقاضا ہے۔

لَا يُجْمَعُ بَيْنَ ضَرَرَيْنِ، وَالْحَرَجُ مَدْفُوعٌ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ[18]

"دو نقصانات (یا تنگیوں) کو جمع نہیں کیا جائے گا، اور حرج کو جہاں تک ممکن ہو دور کیا جائے گا۔"

ٹیکسوں کا نظام، کسٹم ڈیوٹی اور بین الاقوامی پابندیوں کے معاصر مسائل کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی فقہ ریاست کی ضرورت اور فرد کی استطاعت کے درمیان ایک توازن قائم کرتی ہے۔ دفعِ حرج کے اصولوں نے ثابت کیا ہے کہ ٹیکسوں کا نفاذ صرف مصلحتِ عامہ کے تحت جائز ہے، اور جہاں یہ بوجھ ناقابل برداشت تنگی (حرج) بن جائے، وہاں شریعت تخفیف کا حکم دیتی ہے۔ قلتِ تکلیف کا یہ رخ مسلمانوں کو جدید عالمی معیشت کے کٹھن حالات میں بھی اپنے ایمان اور مال کی حفاظت کے ساتھ جینے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے۔ یہ حصہ واضح کرتا ہے کہ اسلام کا مالی قانون انسانی مصلحت کو ہر قسم کے تمدنی اور سیاسی دباؤ پر مقدم رکھتا ہے۔

18. معاصر معاشی اجتہاد اور دفعِ حرج کا تنقیدی مطالعہ

عصرِ حاضر کے معاشی مسائل کا عمیق مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ دفعِ حرج اور قلتِ تکلیف کے اصول محض قانونی رعایتیں نہیں ہیں، بلکہ یہ اسلامی نظامِ معیشت کی بقاء اور اس کی عالمگیریت کی ضامن ہیں۔ جدید دور میں جب فقہاء ڈیجیٹل کرنسی، تکافل، اور بین الاقوامی تجارتی ضوابط پر بحث کرتے ہیں، تو ان کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ شریعت کے ابدی قوانین کو مادی تغیرات کی وجہ سے معطل ہونے سے بچایا جائے۔ تاہم، اس ارتقائی عمل کا تنقیدی جائزہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ "تیسر" (آسانی) اور "تسہل" (بے جا نرمی) کے درمیان ایک باریک لکیر موجود ہے۔ دفعِ حرج کا مقصد بندے کو معاشی تنگی سے نکال کر حلال راستے پر لانا ہے، نہ کہ رخصتوں کے نام پر حرام کے دروازے کھولنا۔ قلتِ تکلیف کا قرآنی فلسفہ اسی وقت معاشرے میں استحکام پیدا کرتا ہے جب اسے مقاصدِ شریعت کے کڑے ضابطوں کے تحت نافذ کیا جائے۔

امام شاطبیؒ رحمۃ اللہ علیہ **الموافقات** میں اس فکری اعتدال پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر فقیہ ہر تنگی کو بنیاد بنا کر رخصت دینا شروع کر دے تو دین کا ڈھانچہ ہی ختم ہو جائے گا، اور اگر وہ حالات سے آنکھیں چرا کر سختی پر اصرار کرے تو لوگ دین سے متنفر ہو جائیں گے۔

الْمُجْتَهِدُ هُوَ الَّذِي يَتَوَسَّطُ بَيْنَ الْإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ تَيْسِيرًا لِلْأُمَّةِ[19]

"مجتہد وہ ہے جو امت کے لیے آسانی پیدا کرنے میں غلو (سختی) اور کوتاہی (بے جا نرمی) کے درمیان اعتدال کا راستہ اختیار کرے۔"

19. مصلحتِ عامہ اور جدید معاشی تنگیوں کا حل

موجودہ دور میں "حاجتِ عامہ" (General Need) کو "ضرورت" (Necessity) کے قائم مقام رکھنا دفعِ حرج کا سب سے موثر آلہ ثابت ہوا ہے۔ چاہے وہ بینکوں کے ذریعے ہونے والے معاشی معاہدات ہوں یا جدید ٹیکسوں کا نظام، ان سب میں فقہاء نے یہ اصول تسلیم کیا ہے کہ اگر کسی معاملے سے بچنا پوری امت یا معاشرے کے لیے محال ہو، تو وہاں شریعت کی دی ہوئی وسعت حرکت میں آجاتی ہے۔ یہ قلتِ تکلیف کا وہ رخ ہے جو اسلامی معیشت کو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق لچک فراہم کرتا ہے تاکہ مسلمان عالمی منڈی میں ایک کمزور اور پس ماندہ قوت بن کر نہ رہ جائیں۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ **المبسوط** میں اس قاعدے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تجارت کا مقصد لوگوں کے لیے رزق کے اسباب مہیا کرنا ہے، اور جو قانون رزق کی راہ میں حرج پیدا کرے، وہ مصلحتِ شرعی کے خلاف ہے۔

كُلُّ مَا أَدَّى إِلَى تَيْسِيرِ الْمَعَاشِ فَهُوَ مَطْلُوبٌ شَرْعًا لِدَفْعِ الضَّرَرِ[20]

"ہر وہ چیز جو گزر بسر (معیشت) میں آسانی پیدا کرے، وہ نقصان کو دور کرنے کے لیے شرعی طور پر مطلوب ہے۔"

20. معاصر معاشی نظام میں 'تیسیر' کا حتمی فکری نتیجہ

دورِ حاضر کے پیچیدہ مالیاتی مسائل (جیسے کرپٹو کرنسی، ای کامرس اور عالمی پابندیاں) میں دفعِ حرج کے اصولوں کا اطلاق یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی فقہ ہر دور کے چیلنج کا سامنا کرنے کی بھرپور اہلیت رکھتی ہے۔ شریعت نے مال کی حفاظت، نسب کی پاکیزگی اور انسانی جان کی حرمت کو تمام مادی ضابطوں پر فوقیت دی ہے۔ قلتِ تکلیف کا یہ مزاج ہی اسلام کو ایک ایسی "فطری معیشت" کے طور پر پیش کرتا ہے جو عدل اور احسان کے درمیان توازن قائم رکھتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمتہ اللہ علیہ **الاشباہ والنظائر** میں لکھتے ہیں کہ مالی معاملات میں تنگی دور کرنا اس لیے واجب ہے تاکہ معاشرے میں باہمی تعاون کی فضا قائم رہے اور لوگ ایک دوسرے کا معاشی استحصال نہ کر سکیں۔

الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ فِي جَمِيعِ أَبْوَابِ الْمُعَامَلَاتِ الْمَالِيَّةِ[21]

"مشقت مالی معاملات کے تمام ابواب میں آسانی کو کھینچ لاتی ہے۔"

21. خلاصہ کلام

اس مقالہ میں کی گئی تفصیلی تحقیق کا جامع علمی نچوڑ درج ذیل ہے:

- **جدید معیشت اور تیسیر:** عصرِ حاضر کی پیچیدہ عالمی معیشت میں دفعِ حرج کے اصولوں نے مسلمانوں کو معاشی تنزلی سے بچایا ہے۔ شریعت نے مادی تبدیلیوں کا ادراک کرتے ہوئے تیسیر کو تجارت کی بنیاد بنایا ہے۔
- **کرنسی اور افراطِ زر:** کاغذی کرنسی کی قدر میں کمی (Inflation) کے حرج کو دور کرنے کے لیے فقہاء نے "مصالحت" اور "قیمتِ رائج الوقت" کے اصولوں کے ذریعے عدل و سہولت کی راہیں نکالی ہیں۔
- **ڈیجیٹل اور برقی تجارت:** کرپٹو کرنسی کو مال تسلیم کرنے کی گنجائش، آن لائن نکاح و بیع میں "حکمی مجلس" کا تصور اور خیارِ رؤیت کے ذریعے خریدار کا تحفظ، یہ تمام امور قلتِ تکلیف کے جدید اطلاقات ہیں۔
- **بیمہ اور سرمایہ کاری:** تکافل (اسلامی انشورنس) اور شیئرز مارکیٹ میں مصلحت کی بنیاد پر دی گئی رعایتوں نے مسلمانوں کو جدید مالیاتی اداروں میں باوقار شرکت کا موقع فراہم کیا ہے۔
- **ٹیکس اور عالمی پابندیاں:** ریاست کی ضرورت کے تحت ٹیکسوں کا جواز اور بین الاقوامی تجارتی پابندیوں کے وقت "حالتِ اضطرار" کے احکام یہ ثابت کرتے ہیں کہ شریعت انسانی بقاء کو قانونی سختی پر فوقیت دیتی ہے۔
- **فکری استنتاج:** اس فصل سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ اسلامی فقہ مادی ترقی کی مخالف نہیں ہے، بلکہ وہ معاشی تنگیوں کو دور کر کے ایک ایسے خوشحال معاشرے کی علمبردار ہے جہاں فرد کا معاشی وقار اور دین کا تحفظ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ معاصر معاشی مسائل میں دفعِ حرج کا اصول اس الٰہی منشور کی عملی صورت ہے کہ "اللہ تمہارے لیے وسعت اور برکت چاہتا ہے، اور دین کو بوجھ بننے سے روکتا ہے"۔

.22 نتائجِ تحقیق (Research Findings)

1. یہ حقیقت واضح ہوئی کہ دفعِ حرج اور قلتِ تکلیف اسلامی فقہ کے بنیادی اور آفاقی اصول ہیں جو ہر دور کے معاشی مسائل کے حل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔
2. معاصر عالمی معیشت کی پیچیدگی خصوصاً افراطِ زر، ڈیجیٹل کرنسی اور بین الاقوامی مالیاتی نظام — نے نئے نوعیت کے حرج کو جنم دیا ہے، جن کے حل کے لیے اجتہادی وسعت ناگزیر ہے۔
3. تحقیق سے ثابت ہوا کہ فقہائے اسلام نے "عرف"، "مصلحت"، "حاجتِ عامہ" اور "ضرورت" جیسے اصولوں کے ذریعے جدید معاشی مسائل میں توازن پیدا کیا ہے۔
4. افراطِ زر کے مسئلے میں صرف عددی رقم کی واپسی عدل کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی، لہٰذا "قیمتِ رائج الوقت" یا "مصالحت" کو اختیار کرنا قلتِ تکلیف کے اصول کے عین مطابق ہے۔
5. جدید تجارتی معاہدات میں بعض شرائط کو "عرفِ عام" کی بنیاد پر قبول کرنا شریعت کے تیسر (آسانی) کے مزاج کی عکاسی کرتا ہے۔
6. ڈیجیٹل بینکنگ، آن لائن ٹرانزیکشنز اور سروس چارجز کو جائز قرار دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ شریعت انسانی سہولت کو ملحوظ رکھتی ہے۔
7. تکافل (اسلامی انشورنس) کا نظام جدید معاشی خطرات سے نمٹنے کے لیے دفعِ حرج کی ایک کامیاب عملی مثال ہے۔
8. شیئرز مارکیٹ اور اجتماعی سرمایہ کاری کے جواز نے مسلمانوں کو جدید معاشی دھارے میں شامل ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔
9. ڈیجیٹل کرنسی اور ای کامرس کے حوالے سے فقہاء کا اجتہاد اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شریعت جامد نہیں بلکہ متحرک نظام ہے۔
10. تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ "تیسیر" اور "تسہل" کے درمیان حدِ فاصل قائم رکھنا نہایت ضروری ہے، بصورت دیگر شریعت کی روح متاثر ہو سکتی ہے۔
11. جدید ٹیکس نظام کو "مصلحتِ عامہ" کے تحت قبول کیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ عوام کے لیے ناقابل برداشت بوجھ نہ بنے۔
12. بین الاقوامی پابندیوں اور اضطراری حالات میں "ضرورت" کے اصول کے تحت بعض ممنوعات میں گنجائش پیدا کی جا سکتی ہے۔

.23 سفارشات (Recommendations)

1. معاصر معاشی مسائل کے حل کے لیے فقہائے کرام کو اجتماعی اجتہاد (Collective Ijtihad) کو فروغ دینا چاہیے تاکہ پیچیدہ مسائل کا جامع حل سامنے آ سکے۔
2. اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ وہ تکافل، اسلامی بینکاری اور شریعت کمپلائنٹ ماڈلز کو مزید مضبوط اور قابل عمل بنائیں۔
3. یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں "فقہ المعاملات المعاصرہ" کو بطور مستقل مضمون شامل کیا جائے۔
4. افراطِ زر کے مسئلے کے حل کے لیے اسلامی ممالک کو مشترکہ پالیسی تشکیل دینی چاہیے تاکہ قرض اور مالی لین دین میں عدل قائم رہ سکے۔
5. ڈیجیٹل کرنسی اور بلاک چین ٹیکنالوجی پر مزید شرعی تحقیق کی جائے تاکہ واضح رہنمائی فراہم کی جا سکے۔
6. آن لائن تجارت کے لیے واضح شرعی اصول اور ریگولیٹری فریم ورک تیار کیا جائے تاکہ صارفین کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔
7. ٹیکس نظام کو شریعت کے اصولِ "عدمِ حرج" کے مطابق ترتیب دیا جائے تاکہ عوام پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔
8. علماء اور ماہرینِ معاشیات کے درمیان مضبوط روابط قائم کیے جائیں تاکہ دینی اور معاشی بصیرت میں ہم آہنگی پیدا ہو۔
9. عوام الناس میں اسلامی معاشی تعلیم کو فروغ دیا جائے تاکہ وہ جدید مالیاتی نظام میں شرعی اصولوں کے مطابق عمل کر سکیں۔
10. فقہی اصول "المشقۃ تجلب التیسیر" کو جدید قانون سازی میں بطور رہنما اصول استعمال کیا جائے۔

11. بین الاقوامی سطح پر اسلامی معاشی بلاکس (Economic Alliances) قائم کیے جائیں تاکہ مسلم ممالک معاشی استحکام حاصل کر سکیں۔

12. رخصتوں کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے علماء کو واضح حدود اور اصول متعین کرنے چاہئیں تاکہ شریعت کا اعتدال برقرار رہے۔

حوالہ جات

[1] ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی شاطبی، الموافقات، (قاہرہ: دار ابن عفان، 1997ء)، 125/2۔

Ibrāhīm ibn Mūsā ibn Muḥammad al-Lakhmī al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, (Cairo: Dār Ibn ʿAffān, 1997), 2/125.

[2] محمد امین بن عمر بن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 531/4۔

Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), 4/531.

[3] محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی، المبسوط، (بیروت: دار المعرفہ، 1414ھ)، 145/12۔

Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl al-Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1414 AH), 12/145.

[4] علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986ء)، 12/6۔

ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd al-Kāsānī, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986), 6/12.

[5] المائدہ 2:5۔

al-Māʾidah 5:2.

[6] کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، 15/6۔

Kāsānī, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ*, 6/15.

[7] شامی، رد المحتار علی الدر المختار، 525/4۔

Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, 4/525.

[8] سرخسی، المبسوط، 15/10۔

Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 10/15.

[9] زین الدین بن ابراہیم بن نجیم، الأشباہ والنظائر، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، 82 ۔

Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Nujaym, *Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999), 82.

[10] شاطبی، الموافقات، 145/2۔

Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2/145.

[11] شامی، رد المحتار علی الدر المختار، 525/4۔

Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, 4/525.

[12] کاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، 138/5۔

Kāsānī, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ*, 5/138.

13 سرخسی، المبسوط،64/13۔

Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 13/64.

14 ابن نجیم،الأشباہ والنظائر،85۔

Ibn Nujaym, *Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, 85.

15 یعقوب بن ابراہیم انصاری ابو یوسف، کتاب الخراج،(قاہرہ:المطبعۃالسلفیہ،1352ھ)،125۔

Yaʿqūb ibn Ibrāhīm al-Anṣārī, *Kitāb al-Kharāj*, (Cairo: Al-Maṭbaʿah al-Salafiyyah, 1352 AH), 125.

16 کاسانی،بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع،36/2۔

Kāsānī, *Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ*, 2/36.

17 شاطبیؒ،الموافقات،155/2۔

Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2/155.

18 ابن نجیم،الأشباہ والنظائر،85۔

Ibn Nujaym, *Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, 85.

19 شاطبیؒ،الموافقات،163/2۔

Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, 2/163.

20 سرخسی، المبسوط،،15/10۔

Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 10/15.

21 ابن نجیم،الأشباہ والنظائر،75۔

Ibn Nujaym, *Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*,75.